Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(258)

اشاعۃ السنۃ النبویہ

نمبر یازدہم — علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ — بابت ذیقعدہ ۹۶ھ

جلد دوم — جسکے — مطابق نومبر ۷۹ء

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے حصہ دوم مین مضمون مذہب و مباشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

گل دیگر شگفت

از ایل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کھلایا ہے۔ اب لوگو نکو انبیا اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی و ایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا۔ جو باتین ہم مفہوم کلاب جناب سے نکالتے (جنکا ذکر ہم نمبر ۲ ص ۱۲۵۔ نمبر ۷ ص ۱۹۰۔ نمبر ۹ و ۳ و ۴ ٹیٹل پیج۔ نمبر ۱۰ ص ۲۸۵ مین کر چکے ہین) ان باتو نکو آپنے پورا پورا التصدیق کیا۔ اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی و ناجی (نجات پانیوالا) ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذی قعدہ ۹۶ھ کے صفحہ ۴۲ مین فرمایا ہے "اسلام کی اصل اصول نکی موافق نہ اون اصولو نکی جنکو علما نے قرار دیا ہے۔ وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض و واجب سے تعبیر کیا گیا ہین اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ نہین، زردشتی ہے؟ نہین، موسائی ہے؟ نہین، عیسائی ہے؟ نہین، محمدی ہے؟ نہین، پھر کون ہے؟ مسلمان"۔ گو ہمنے اس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ایسا لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا۔ کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

درحقیقت محمدی ہے - پر نا شکر احمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعضی فرقے ہین جو غالبا توحید ذات باری پر بیحد یقین رکھتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے - کیونکہ کافر تو نجات نہین پائیگا مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاری تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین - بلی من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون - سورہ البقرہ ۱۰۵ و ۱۰۶ اور پھر ایک جگہ فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتری اثما عظیما - سورالنساء ایۃ ۵۱ - اور محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من شھد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بھا قلبہ دخل الجنۃ - پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے" **پھر اپنے یہ غضب کیا ہی** کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہین انکو بھی اسلام و نجات کا سرٹیفکیٹ دیدیا ہے اور انکی وجود باری سے انکار کی یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہیں بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے پھر فرمایا انکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا" **اور ہر چند** اپنی تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء سے انکار کرین نہ ہمارا یہ منشا ہو کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانین نہ ہمارا یہ مقصد ہو کہ لوگ پابند احکام نہ ہوین بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہین پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات فاسدہ سے ہماری اس قول کی اور کچھ معنی قرار دے لے **ولیکن** یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے کہ ہمنے یہ الفاظ تو بولے ہین پر انکے معانی مراد نہین رکھی - یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے مگر اسکے لازم کا ارادہ و دل مین نہین رکھتے **جناب من** انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی کے منکر کو کافر نہ کہنا منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و معین منشا ہو **فرض** کیا یہ بدگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسکہ اپنے فرمایا ہے پھر منکر ہو جانے کی اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا - تو ایسا ہی ہے جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

(۲۵۹)

محمدی ہونا لازم ہے جس جرم سے مواخذہ اُٹھایا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہان رہتا ہی اور اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم مین کیا شک رہتا ہے **اسکی مثال** یہ ہے کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہین اور اسکے مرتکب پر مواخذہ نہین - پس لوگونکو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے - اور اگر ہمکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف کا لازم ہونا تو کسیکے شک کا محل نہین ہے **دوسری مثال** ایک شخص کہتا ہے زہر کہانے یا شراب پینے مین ہلاکت یا نقصان نہین یہ کہنا بھی مضی زہر کہانے اور شراب پینے کی اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم مین تو کسیطرح شک نہین اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپنے اس تقریر سے لوگونکو اتباع انبیا و کتب الہامی و احکام مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے - اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکہایا -

اب رہا یہ امر کہ اپکا دعوے کہ منکر انبیا و کتب و احکام کافر نہین - اور ایسا بیقید ہونا اصول اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہین یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف ہے اسکا تصفیہ ہم قران ہی سے کرتے ہین جسکا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہین نہ اُون اصول سے جنکو علمانے از خود قرار دیا ہے - ایسے اصول کی ہم بھی (اپکی طرح) مقلد نہین اور یہی ہماری بحث مین بمقابلہ جناب لطف ہے - ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپکب قائل ہوتے ہین اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہین پس توجہ سے سنین کہ قرآن مجید نے انبیا و کتب سماویہ و احکام مذہبہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق انبیا و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن مین اسمضمون کے صدہا آیات ہین (انجملہ چند آیات نقل کیجاتی ہین) آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیا و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ	سورہ بقر مین ہے رسول اور مومن سبھی
والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ	کتب منزلہ اور خدا اور فرشتون اور رسولون

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فوالله ليظهرن الروم على فارس
ما اخبرنا بذلك نبينا فقام اليه
ابي بن خلف فقال كذبت فقال انت
كذبت ياعدو الله فقال اجعل بيننا
وبينك اجلا اناجيك عليه المناجه
والمراهنة على عشر قلائص جعلوا
الاجل ثلث سنين فجاء ابو بكر الى
النبي صلعم فاخبره بذلك - وذلك
قبل تحريم الربوا - فقال ماهكذا ذكرت
انما البضع مابين الثلثة الى التسع
فزائده في الخطر وماده في الاجل
فخرج فلقي ابيا فقال لعلك ندمت
قال لا فقال ازائدك في الخطر واما ك
في الاجل جعلها مائة قلوص ومائة تقلوص
الى تسع سنين وقيل الى سبع سنين
قال قد فعلت وظهرت الروم على فارس
يوم الحديبية عند راس سبع سنين
فقبض ابو بكرا بيا فاخذ مال الخطر ومضى به
فجاء به يحمله الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال

بضع کا تین سے نو تک مستعمل ہونا خیال
مین نہین لاتا - مین نے تین سال تو نہین
کہے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس
زیادتی کے عوض مین شرط کے اونٹ
بھی زیادہ دینے نامن لے - اخر غایۃ
مدت نو سال ٹھہری اور دس کے سو اونٹ
مقرر ہوئے - اسدن سے چھ سال گذر کر یہ واقعہ
شروع ہوا تھا کہ روم فارس پر غالب آئے
اور شرط کے سو اونٹ وارثان ابی بن
خلف سے (جو اس عرصہ مین داخل جہنم
ہو چکا تھا) حضرت ابو بکر نے بھر لئے -
اسوقت اسطرح کی شرط و قمار کی حرمت
مین وحی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے بنور
نبوت و روحانی طاقت کے حرمت آئندہ
کے موافق اس شرط کے اونٹون کو کام
مین لانا پسند نفرمایا - اور انکے خیرات
کر دینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدق بہ (معالم التنزیل)

اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ مین - دارقطنی نے افراد مین - ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین بیہقی نے شعب الایمان مین - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۱۶۸ ج ۲ مین ذکر کیا ہی - اور جملہ مفسرین نے اپنی تفاسیر مین نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اسمین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو مبہم چہوڑا اور ٹھیک ٹھیک سال فتح نہ بتایا

فی تفسیر فتح البیان لمجدد ھذا الاوان مشہر العلم فی البوادی والعمران النواب علی الجاہ صدیق حسن خان امیر ریاست البوفال - سقاہ اللہ من عین الکمال ووقاہ عین الکمال - ولم یبینہ (ای الاجل) وان کان معلوما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیہم فی کل وقت کما توجد من تفسیر الفخر الرازی انتہی وفی تفسیر الفخر الرازی - ابہم الوقت مع ان المعجزۃ فی تعیین الوقت اتم - فنقول السنۃ والشہر والیوم والساعۃ کلہا معلومۃ عند اللہ وبینہا لنبیہ وما اذن فی اظہارہا لان الکفار کانوا معاندین والامور التی تقع فی البلاد النائیۃ تکون معلومۃ الوقوع بحیث لا یمکن انکارہا ولکن وقتہا

تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت اسی فکر مین دبے رہین - اور وقت سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نکرنے پاوین - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر تھا اور خبر و اطلاع کی سبیلین جو اسوقت موجود و میسر ہین اوسوقت موجود نہ تھین - اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع مین اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش جس سے کم عقلونکے پھسل جانیکا اندیشہ تھا - اور نفس وقوع مین جو باوجود فاصلہ محل کے چہپا نہین رہتا (گو ایک زمانہ کے بعد کیون نہو) - انکا خلاف ممکن نہ تھا اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت کا ایسا انداز و مقدار جسمین دور سے دور اور بیخبر سے بیخبر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

یمکن الاختلاف فیہ - فالمعانہ کان — کردیا اور اگر کوئی ہماری اسبات کو نہ مانے
یتیکن من ان یرحف بوقوع الواقعۃ قبل — اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان
الوقوع لیحصل الخلف فی کلامہ — لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا

کے مخالف نہین - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسیقدر جان لینا (کہ فتح روم تین سال سے پہلے نہوگی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی) بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہین - عقل سے ایسی تحدید کب ہوسکتی ہے - پہر اسکے بہروسے معرکہ اعدا مین اسپر شرط کا بھی مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اُس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرتؐ کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے مین کسیکو شک نہین - اور نہ اسکے غیب الغیب سے ہونے مین کسی کی تاویل کو گنجایش ہے ومع ذلک ایک بے انصاف نے اُسکو بھی تاویل سے نہین چھوڑا - اور اُسکی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرت نے فارس کی بے انتظامی دیکھکر یہ خبر دی ہے یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہین - ولیکن **اہل انصاف** کے نزدیک اس تاویل کی اس خبر مین گنجائش نہین - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا تین وجہ سے ممکن نہین (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہوسکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھکر بتائی جاتی اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی مین ہوتی - یہ خبر تو فارس کے کروفر و شان و شوکت کے وقت (جسمین انہون نے روم پر فتح پائی) بتائی گئی ہے پہر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے ؟ (۲) قیافہ محض تخمینہ ہوتا ہے جسمین تحدید خاص ممکن نہین ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اُسپر ایسا یقین و بہروسہ نہین کرسکتا جو اس خبر مین کیا گیا ہے - یعنے معرکہ اعدا مین برملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پہر بصورت خلاف سوا ونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظائر ذیل سے بخوبی ہوسکتی ہے - دیکھو - اگر کوئی کسی نوجوان صحیح و سالم قوی و تندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نو دن کے اندر تین دن کے بعد مر جائیگا - اور اسپر ایسا یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے - ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاوے گا - اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض مایوس الصحۃ کو دیکھکر اتنی مدت مین اسکا مرجانا تجویز کرے (جتنی مدت مین اُسکے امثال و اقران مرجایا کرتے ہین) و مع ذلک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ دار ہو جائے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ کہا جائیگا -

ان وجوہات و نظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہین - انصاف کو چھوڑ کر جو کچھ کوئی کہے (دن کو رات یا رات کو دن) مشکل نہین +

خبر دوم از قسم اول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا حال مین دشمنون سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ رکھواتے - یہانتک کہ خدا تعالے نے آپ کو مطمئن کر دیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا - پس آپنے پہرہ کو اٹھا دیا - اور لوگو کو خبر دی کہ اب اللہ تعالے نے میری حفاظت خاص اپنے ذمہ لیلی ہے تم اب ہٹ جاؤ - اور پہرہ موقوف کر دو پھر اس خبر کا صادق ہونا بھی لوگونکے امتحان مین آگیا - بارہا مخالفون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا - پر خدا تعالے نے آپ کے دشمنون سے

قال اللہ تعالی - واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ ع ۱۰

عن عائشہ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحرس حتی نزلت ھذہ الآیۃ واللہ یعصمک من الناس فاخرج رسول اللہ صلعم راسہ من القبۃ فقال لھم یا ایھا الناس انصرفوا عنی فقد عصمنی اللہ رواہ الترمذی - فی تفسیر سورۃ المائدۃ من جامعہ ص ۱۴۶ جلد ۲ وھکذا فی التفسیر الکبیر والجلالین

والبیضاوی فی المعالم وغیرھا من کتب التفاسیر - وقال فی التفسیر الکبیر کیف یجمع بین ذالک وبین ما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام شبم وجھہ یوم احد وکسر رباعیتہ

والجواب من وجھین - احدھما ان المراد یعصمہ من القتل وفیہ التنبیہ علی انہ یجب علیہ ان یتحمل کل مادون النفس من انواع البلاء فما اشد تکلیف الانبیاء علیھم السلام - وثانیھما انھا نزلت بعد یوم احد انتھی - ویدل علی صحۃ الوجہ الثانی ما اتفق علیہ المفسرون ان المائدۃ اخر ما نزل من القرآن - ونص علیہ اصحاب النبی علیہ الرضوان

آنحضرت کو بچایا - یہانتک کہ خود اپنے پاس بلالیا - ہرچند قتل کے سوائے اور تکلیفین (جیسے احد کی لڑائی مین آپکے سر مبارک کو زخم پہنچنا یا دانت کا شہید ہوجانا) آپکو مخالفین سے پہنچی ہین - ولیکن اس آیت مین ایسی تکالیف سے بچانے کا وعدہ نہین ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکالیف پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول سورۂ مائدہ کا جسمین یہ وعدہ ہے اسپر گواہ ہے آپکے قتل کا ارادہ اس وعدہ سے پہلے اور پیچھے بہت لوگون نے کیا پر خدا کی حمایت وحفاظت کے سبب کوئی اسپر قادر نہو سکا - اس قسم کے واقعات بہت ہین پر بطور تمثیل ایک دو واقعات ذکر کئے جاتے ہین

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختون کے جنگل مین پہنچے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب درختون کے سایہ مین متفرق ہوپڑے - آنحضرت ایک ببول کے درخت کے نیچے اسپر تلوار لٹکا کر سوگئے اتنے مین

عن جابر نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت سمرۃ فعلق بھا سیفہ ونمنا نومۃ فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعونا واذا عندہ اعرابی فقال ان ھذا اخترط علی سیفی وانا نائم

ایک اعرابی (غورث بن حارث جسکو دعثور بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد اکیلا پڑا ہے اسکو پکڑلے) آنحضرت صلعم کے سر پر تلوار کھینچکر آکھڑا ہوا اور بولا تجھے

فاستیقظت وھو فی یدہ صلتا فقال
من یمنعک منی فقلت اللہ ثلثا فشام
السیف - رواہ البخاری
وفی روایۃ محمد بن کعب القرظی فرعدت
ید الاعرابی وسقط السیف من یدہ
ذکرھا البغوی فی المعالم - وفی روایۃ
محمد بن اسحاق ان الکفار قالوا لدعثور
وکان شجاعا قد انفرد محمد فعلیک بہ -
وفیھا ان جبرئیل دفع فی صدرہ فوقع
من یدہ فاخذہ النبی صلی اللہ علیہ و
سلم وقال من یمنعک منی قال لا احد
قال قم فاذھب لشانک فلما ولی قال
کنت خیر امتی فقال صلی اللہ علیہ وسلم
انا احق بذلک منک ثم اسلم بعد وفی
لفظ قال اشھد ان لا الہ الا اللہ و
اشھد انک رسول اللہ ثم اتی
قومہ فدعاھم الی الاسلام - ذکرھا
القسطلانی فی شرح البخاری
عن ابی ھریرہ رض قال لما فتحت خیبر اھدیت
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ
فیھا سم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھسے کون بچائیگا آنحضرت ص نے تین دفعہ
فرمایا اللہ تعالے بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلوار
میان مین بند کرلے پہر اسکا ہاتھ کانپنے لگا
تو وہ زمین پر گر گئے اور آنحضرت ص نے
اٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اسنے
آنحضرت ص کو کہے تھے - اس سے جواب بجز
اس کلمہ کے کہ میرا بچانیوالا کوئی نہین"
کچھ بن نہ پڑا آنحضرت ص نے لطف وکریم
الاخلاقی سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اسکے
ہدایت کا باعث ہوا اور وہ مسلمان ہوگیا
اور اس نے اپنی قوم مین آکر انکو
بھی اسلام کیطرف بلایا -
ایکدفعہ آنحضرت ص کو یہود خیبر نے زہر آمیختہ
گوشت کہلا دیا اللہ تعالے نے اس سے
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جان کو بچالیا باوجودیکہ اسی گوشت
کے کہانے سے ایک رفیق جناب کا
شہید ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ
محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہودیون کو اسکا سبب

265

اجمعوا الی من کان من الیھود فقال ھل جعلتم فی ھذا الشاۃ سمًّا قالوا نعم قال ما حملکم علی ذلک فقالوا ان کنت کذابًا نستریح منک وان کنت نبیا لم یضرک - رواہ البخاری وذکر القسطلانی انہ مات باکلھا بشر بن البراء - الخ

پوچھا تو اُنہون نے یہ بیان کیا کہ ہمنے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہون گے تو اس سے بچ جائینگے ورنہ ہم آپ سے چھٹی پائین گے

خبر سوم از قسم اوّل

قال تعالی انا کفیناک المستھزئین حجر رکوع ۶ کانوا خمسۃ نفر من المشرکین الولید والعاصی وعدی والاسود بن مطلب والاسود بن عبد یغوث قال جبرئیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اکفیکھم فاوما الی عقب الولید فمر بنبال فتعلق بثوبہ سھم فلم ینعطف تعظما لاخذہ فاصاب عرقا فی عقبہ فقطعہ فمات واوما الی العاصی فدخلت فیھا شوکۃ وقال لدغت لدغت وانتفخت رجلہ حتی صار کالرحی ومات واشار الی عینی الاسود بن المطلب فعمی واشار الی انف عدی بن قیس فامتخط قیحا فمات واشار الی الاسود بن عبد یغوث

مکہ مین پانچ شخص تھے اسود بن مطلب ولید عاصی عدی بن قیس اسود بن عبد یغوث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے اور قرآن کو ہنسی مین اُڑاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی سبب سے دل مین بہت تنگی پاتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی - خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی - اور جبرئیل علیہ السلام کو انکی ہلاکت کی خدمت سپرد کی جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بتائی اور لوگونکے امتحان مین آگئے - اسود بن مطلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھا ہوجانیکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وھو قاعد فی اصل شجرۃ فجعل ینظح راسہ بالشجرۃ ویضرب وجھہ بالشوک حتی مات۔ کذا فی التفسیر الکبیر۔

وفی المعالم ان الاسود بن المطلب کان دعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم اعم بصرہ واثکلہ بولدہ الخ

وہ عالی تھی وہ اندھا ہوگیا اسیطرح ہر ایک واصل جہنم ہوا تفصیل قصہ تفسیر کبیر ومعالم وغیرہ مین ہے۔ طالب تفصیل اصل کتابونکا ملاحظہ کرے

اخبار قسم دوم

واضح ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت ؐ کی وہ غیبی خبرین جو حدیث مین آئی ہین اور لوگون نے آزمائی ہین) اس کثرت سے پائے جاتی ہین کہ تفحص و تلاش سے ضبط و شمار مین نہین آتین۔ از انجملہ چند اخبار بطور نمونہ خروار ذکر کیجاتے ہین۔ اور چونکہ انکی تفصیل بطرز تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے انمین بجاے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب معہ صفحہ
۱	حبشہ (ابیسینیا) کا بادشاہ جسوقت حبشہ مین موت ہوا آنحضرت ؐ نے اسیوقت (باوجودیکہ مدینہ مین تار برقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سبیل جس سے ایک پل مین اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگونکو اسکے فوت ہونیکی خبر دی۔ اور غائبانہ اسپر نماز جنازہ بھی پڑہی۔	بخاری ص۵۱۷
۲	رؤسا کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملت مناکحت جھوڑ دین اور انکا کھانا پینا تنگ کرین یہانتک کہ وہ رسول اللہ کو اونکے حوالہ کردین۔ اس عہد کو	بخاری ص۲۱۶ و مسلم ص۴۰۴ معہ شرح

نمبر خبر		حوالہ کتب بقیہ صفحہ
	بطور وثیقہ تحریر کیا اور جوف کعبہ مین لٹکایا اور تین سال اسپر عہد رہا بھی رہا بیچارے بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب اپنے گھر چھوڑ کر ابوطالب کے شعب (دو پہاڑون مین میدان مین جا بسے وہانسے بجز ایام حج (جنمین ہر کسیکو آزادی ہوتی ہے) کبھی نہ نکلتے - آخر خدا تعالے نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جور وجفا کے سب باتونکو چاٹ گیا اور جہان او سمین خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا - یہ بات حضرت جبرئیل علیہ نے آنحضرت ﷺ کو بتائے آنحضرت ﷺ نے ابوطالب سے کہی - ابوطالب اہل وثیقہ کے سامنے اسبات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو مین بھتیجے کو تمہارے سپرد کرونگا تم اسکو قتل کرو چاہو زندہ رکھو سچ نکلے تو تم اس خیال فاسد سے باز آؤ - مشرکین اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا تو موافق خبر آنحضرت ﷺ کے پایا - پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب اپنے گھر و نمین آبسے یہ اصل قصہ بخاری و مسلم مین ہے اور اسکے تفصیل اپنے شروح نووی یعنی قسطلانی وغیرہ مین ہے	
۳	آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا (یعنے ایسا امن ہو جائیگا) کہ اکیلی عورت اپنی ہودج (ڈولہ یا محافہ) مین حیرہ (قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور بجز خدا کے کسی سے نڈرے گی - عدی راوی حدیث نے کہا مین نے اسوقت دلمین کہا کہ طی (قبیلہ) کے ڈاکو اور بدمعاش جنہون نے تمام بستیون مین لوٹ اور فساد کی آگ جلا رکھی ہے کہان چلی جائیگی - پھر مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ پہنچکر طواف کرتی ہے - اور کسی سے بجز خدا نہین ڈرتی	بخاری ص ۵۰۰
۴	آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے (جنہون نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کیا) حال سے خبر دی اور انکی یہ نشانی بتائی کہ انمین ایک شخص ایسا ہوگا جسکا بازو ایسے	بخاری ص ۵۰۹ مسلم ص ۳۴۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	حوالہ کتب بقید صفحہ
	نیچے ایک ہات نہوگا اور اس بازو کی صورت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان - اسپر چند سفید بال بھی ہونگی - ابو سعید خدری راوی حدیث نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے - مینے اس حدیث کو آنحضرت سے سنا - پہر ایسا شخص حضرت علی مرتضی سے لڑنے والونمین پایا - حضرت علی مرتضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہون نے اون مردارون کی لاشون کو ڈہونڈوایا - اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا -	
۵	آنحضرت نے اپنے لخت جگر فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا و علی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے مرنیکی بعد میرے اہل بیت سے (یعنے جنکو آیت تطہیر مین اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو چادر مین لیا) سب سے پہلے تو مجھے ملیگی - اور ایسا ہی وقوع مین آیا آنحضرت کی رحلت کے چہہ مہینے پیچہے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا -	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۴۳۵
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات مین سے سب سے پہلے بی بی زینب کے فوت ہونیکی خبر دی - اور یہی بات وقوع مین آئی	مسلم ص ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت ضلع نے زید اور عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ مین بہ ترتیب فوت ہو جانے سے خبر دی - قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ مین پہنچے -	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی - پہر اس شخص کی خودکشی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری ص ۶۰۴
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکے سبب دو جماعت مسلمانون مین مصالحہ ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوی کہ آپکی سبب لشکر امیر معاویہ	بخاری ص ۵۱۲ و ص ۱۰۵۳

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب حدیث صفحہ
	اور انکے مقابلین مین صلح ہوئی۔	
۱۰	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی موت باغیونکی جماعت کے ہاتھون سے ہوگی۔ اور یہی امر وقوع مین آیا۔ جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے باغی تھی انکو قتل کیا	بخاری ص ۶۴ مسلم ص ۳۹۵ جلد ۲
۱۱	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کی کونڈون کے ہاتھ سے ہوگی۔ اور ایسا ہی وقوع مین آیا۔ یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا۔	بخاری ص ۵۰۹
۱۲	ایک عیسائی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ لکھا کرتا۔ وہ مرتد ہوگیا۔ اور لوگونسے کہنے لگا محمد کیا جانتا ہے۔ جو کچھ مین اسکو لکھ دیتا تھا اتنا ہی اسکا علم ہے۔ آنحضرت نے اُسکی نسبت خبر دی کہ یہ مرجائیگا تو زمین اسکو قبول نکریگی جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا۔	بخاری ص ۵۱۱ مشکوۃ ص ۵۲۷
۱۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصری مین اونٹونکی گردنونپر روشنی پڑے گی۔ یہ آگ ۶۵۴ ہجری مین مدینہ کی جانب مشرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی۔ چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین تصریح کی ہے	بخاری ص ۱۰۵۴ مسلم ص ۳۹۳
۱۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایک شب مین بیت المقدس کی سیر کرائی۔ پہر وہان سے آسمانون پر بلایا۔ آنحضرت صلعم نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا۔ تو انہون نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہری اسباب مین منحصر سمجھتے و بنا بر علیہ ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس سے پہر آنے کو محال جانتے تھے) اور انکو خلاف سمجھکر ہنسی مین اڑا دیتے	بخاری ص ۵۴۹ مسلم ص ۹۶ تفسیر معالم ص ۵۱۷

م۔ جیسے آجکل کے نیچری مسلمان کہلاکر ان باتون کو محال جانتے

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بلفظہ صفحہ
	ہین) آنحضرت صلعم کی بات کو ہنسی مین اُڑایا۔ اور آنحضرت سے (جو مدۃ العمر مین کبھی بیت المقدس نہ گئے تھے اور نہ بیت المقدس وغیرہ مکانات کے نقشہ بناکر اسوقت کے لوگ پاس رکھا کرتے) بیت المقدس کے پتے پوچھنے لگے۔ آنحضرت نے وہان کے پتے بخوبی یاد نہ تھے ہوئے تھے۔ اسلئے اُنکے سوالات سے گھبرائے۔ اللہ تعالے نے بیت المقدس کا قدرتی نقشہ آنحضرت کے سامنے رکھدیا۔ پس آنحضرت نے مشرکین کے ہر سوال کا عمدہ جواب دیا۔ اور اُسکے ضمن بہت سی غیبی باتونکا اظہار کیا جنکو مشرکین نے امتحان کرکے آخر ھذا اسحر مبین کہدیا	
۱۵	آنحضرت ؐ نے مسلمانون کی قوم ترک کے ساتھ مقابلہ ہونیکی خبر دی ہے۔ اس مقابلہ کا ایک واقعہ یہ بتایا کہ نہر جولہ کے پاس تمہارا انکا مقابلہ ہوگا۔ اسمین مسلمان تین گروہ ہوجاوینگے۔ ایک فرقہ اپنے بیل لیکر جنگل کو چلے جاوینگے فرقہ دوم کافر ہوکر اپنا آپ بچاوینگے۔ فرقہ سوم انکا مقابلہ کرینگے اور انکے ہاتھ سے مارے جاوینگے اصل خبر بخاری اور مسلم مین ہے۔ اور خاص واقعہ سنن ابی داؤد مین۔ اور اس خبر کا وقوع ماہ صفر ۶۵۶ھ ہجری مین ہوچکا ہے۔ چنانچہ مرقاۃ مین تصریح ہے اور امام فن مناظرہ اہل کتاب نے اس خبر کا وقوع کتب تواریخ سے ثابت کیا ہے دیکھو نوید جاوید ص۵۲۰	مسلم ص۳۹۵ ج۲ ابوداؤد ص۳۰۵ ج۲ بخاری ص۴۸
۱۶	آنحضرت صلعم نے وجود دجال سے خبر دی ہے۔ چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر آچکا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی آنحضرت ؐ کے زمانہ مین ہوچکی ہے تمیم داری اور تیس ۳۰ آدمی نبی لخم و بنی جذام سے ایک جہاز مین تھے۔ اس جہاز کو مخالف ہوا نے ایک مہینہ خراب کیا۔ آخر وہ جہاز ایک مشرقی جزیرہ مین جالگا	مسلم ص۴۰۲ ج۲ ابوداؤد ص۳۳۳ ج۲ ترمذی ص۵۵ ج۲

باقی نمبر آئندہ

یہ رسالہ ماہ دسمبر مین چھپا

(268)

حصہ دویم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

سوال اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض و انبساط روح کی صفت ہے ولیکن روح کی اس صفت (انقباض و انبساط) مین رعایت منصب نبوت سی اجنبی ہے - انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتین و اعتقادات یا خیالات بتانا ہے - نہ روح کی خوشی کی تدبیرین سکھانا - یہ تو ہم آپ سمجھہ سکتے ہین اور جسطرح چاہین روح کو خوش کر سکتے ہین

جواب یہی تو دہوکہ ہے - جسنے معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے والونکو غلطی مین ڈال رکھا ہے اور جسکے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے - **انبیاء علیہم السلام** جیسے کہ ہمکو عبادت سکھانیکو آئے ہین ویسی ہی امور معاشرت جنمین ہماری جانکو دنیا و آخرت مین تکلیف نہ پہنچے - اور فرحت دارین حاصل ہو - و مع ذلک اسمین خالق کی مرضی بھی متحقق ہو) بتانے کو آئے ہین - اور یہ انقباض و انبساط تو ایسی چیزین ہین جو قوام عبادات و اعتقادات مین پورا دخل رکھتی ہین - جسکی روح کو انقباض ہوگا - وہ عبادت کیا کریگا - اور اچھی اعتقاد کو خیال مین کسطرح لاویگا - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے طاعات و عبادات مین نشاط کا ہونا شرط ٹہیرایا ہے - اور ان امور سے جو مفوّتِ نشاط ہین منع کیا چنانچہ فرمایا ہے - تمکو چاہئے کہ جبتک تمہاری طبع مین نشاط رہے - نوافل پڑہو - جب تم تہک جاؤ تو چہوڑ دو - یہ حکم اپنے بے بے زینب کو فرمایا ہے - جو نوافل مین قیام طویل کرتی - جب تھک جاتی تو ایک رسی پر (جو دو ستونون مین تنی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدودہ بین الساتین فقال ماھذا الحبل قالوا ھذا حبل زینب

فاذا فترت تعلقت فقال النبی لاحلوہ
لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد
صحیح بخاری صہ ۱۵۲

قال رسول اللہ صلعم اذا وضع عشاء
احدکم واقیمت الصلوۃ فابدء وا بالعشاء
ولا یعجل حتی یفرغ منہ قال ابوالدرداء
من فقہ الرجل اقبالہ علی حاجتہ حتی یقبل
علی صلوتہ وقلبہ فارغ - بخاری صہ ۹۲

دخل النبی صلعم علی عائشہ عندھا امرءۃ
قال من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلوتھا قال
علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا وکان
احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ
عن النبی صلعم قال انی لاقوم فی الصلوۃ واریدان
اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی
صلوتی کراھیۃ ان اشق علی امہ بخاری صہ ۹۸

تنگ کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور ارشاد فرمایا
جسکے آگے کھانا آجاوے - اور ادہر نماز طیار
ہو تو وہ پہلے کھانیکو کھالے نماز کے لیے کہانے
مین جلدی نکرے - اپنا کام پورا کرکے اُٹھے -
حضرت ابوالدرداء صحابی فرماتے ہین کہ یہ سمجھہ
کی بات ہے کہ انسان نماز کیطرف متوجہ ہو
جب اسکا دل فارغ ہو - اور ارشاد فرمایا - تم
تھک کر بھی عبادت مین لگے رہوگے - تو اسکا
کچھہ ثواب نپاؤگے - یہ حکم اپنے ایک عورت
(خولانام) کو فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین طوالت
کا ارادہ کرتے - جب کسی بچے کے رونے کی آواز
سنتے تو اس خیال سے کہ اسکی ماں کا دل بیقرار
نہو - نماز کو مختصر کردیتے

اسی قسم کے اور بہت مواقع ہین جو اسوقت میری یاد مین - اور ان کتابون مین جو میرے
سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہین موجود ہین - جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط
خاطر کو عبادت ٹھیرایا ہے اور امور مفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جسسے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافی نہین ہے ناظرین اس بیان کو
یاد رکھین - اور آئندہ جس حکم و تسلیم نبوی مین ہم نشاط کو ذکر کرین - اسکو اسی بیان
کی شہادت سے روحانی اصلاح پر مشتمل سمجھہ لین

رجوع بہ متن

(269)

عبارت سابق کے ضمن مین سر اور ڈہاڑی کے بکھرے بالونکو (جو دھونے مین نہ آوین اور صفا نہ ہین) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے - ولیکن انکی اصلاح بغلونکی طرح حلق کے ساتھ تجویز ہونے مین کئی اور روحانی اصلاحونکا فوت ہونا متصور تھا - اسلئی انکی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی - اور موچھونکے کٹانیمین کسی روحانی اصلاح کی تفویت نہ تھی - اسلئے انمین ازالہ ہے مصلح قرار پایا - ان باتون کی تشریح مولانا یون فرماتے

واللحیۃ ھی الفارقۃ بین الصغیر والکبیر وجمال الفحول وتمام ھیئتھم - فلا بد من اعفائھا وقصھا سنۃ المجوس وفیہ تغییر خلق اللہ - ولحوق اھل السوء والکبر بالرعاء

ہین اور ڈہاڑی چہوٹی بڑی مین فرق کرتی ہے - اور مردون کے لئے زینت ہے - اور انکی اصلی ہیئت و صورت جسمین مرد کو عورتون اور بچون سے تمیز ہوتی ہے - بتاتی ہے - اسلئے اسکا بڑھانا مقدر ہوا اور اسکا خلاف خشخاشی رکھنا یا مونڈنا مجوسیون کا طریق ہے اور اسمین خدا کی پیدایش کو جو اسنے جمال کے لئے بنائی ہے نہ کاٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہون سے ملجانا

مترجم کہتا ہی جناب شاہ صاحب نے ڈہاڑی بڑہانے کے حکم مین تین فائدے بتلائے ہین (۱) بڑے چھوٹے مین قدرتی تمیز (۲) مردون کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ - اور مونڈنے مین تین نقصان ظاہر کئے ہین (۱) کفار مجوس (جو خدا کی طاعت سے سرکش ہین اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر طاری ہونی نہین چاہتے ہین) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغییر (۳) اکابر کی اصاغر سے مماثلت -

اور ان **سبہ فوائد** کی ترغیب اور نقصانون سے ترہیب مین **روحانی اصلاح** مدنظر ہے **فائدہ اولے** مین یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑے

مین تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچہ کو چھوٹا دیکھکر ہر کسی کو رحم آتا ہی - مرد شبہ ڈاڑھی ہر کسی کو ہر مرد آدمی واجب التوقیر معلوم ہوتا ہے - بے ریش کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی الرائے مین بیقدر معلوم ہوتا ہے - اور **رحم و توقیر و تواضع** سبہ روحانی خصلتین ہین - اسی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے - اور اسکے خلاف کو خلاف دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یہ وہ حدیث ہی جسکا ترجمہ حکم نمبر ۱ مین جملہ احکام سنت ہی اور رسالہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۶ گذرا

فائدہ دوم - یہ روحانی رعائت ہے کہ زینت بھی توقیر کا (جو روحانی خصلت ہے) سبب ہے اور اسمین اظہار نعمت الہی اور بزبان حال شکر خداوندی (جو عین عبادت و روحانی خصلت ہی) بہر متحقق - اسی بہبود کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی بندہ پر ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - ترمذی اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش لگتا ہے اور اسمین ایک روحانی اصلاح اور بھی مدنظر ہے - جسکی طرف اللہ تعالے کا یہ قول کہ عورتو نکا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردو نکا عورتون پر

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف - بقرہ ع ۲۸

اور یہ قول کہ عورتین مردو نکے لئے لباس ہین اور مرد عورتون کے لئے لباس (یعنی جمال) ہین

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن - بقرہ ع ۲۳

لئے اشارہ کرتا ہے **وہ یہ** کہ مرد اپنی عورتون کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈاڑھی رہنے دین - اور اسکو خوب چکنی چپڑی کنگھی سی سلجھائی رکھین ابن عباس صحابی اس آیت کے یہی معنی سمجھی ہین - اور فرماتے ہین مین چاہتا ہون کہ اپنی عورت کے لئے زینت سے رہون - جیسا کہ اسکا اپنے لئے بازینت رہنا چاہتا ہون -

قال ابن عباس فی الایۃ انی احب ان اتزین لامرأتی کما احب ان تتزین لی لان اللہ قال ولھن الخ

تفسیر البیان و معالم

(270)

جو لوگ اس زینت کو عورتونکا حق نہ سمجھین - وہ عورتونکے سر پر بالونکو اپنا حق بھی خیال نکرین یا انمین اُنمین کوئی شرعی نہ سہی قدرتی ہی فرق (جس سے بحکم قانون قدرت عورتونکی بالونکا باعث زینت ہونا ثابت ہو اور مرد کی ڈہاڑی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کرین

اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمین عورتونکی رعایت کرنے مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے سو یہ ہے کہ مردونکی زینت انکی عورتونکی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے - اور اسمین انکی روحانی اصلاح متحقق ہے - عورت اپنے مرد کو با زینت دیکھی کی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے مستغنی رہیگی - اور زنا نظر و زنا حقیقے سے عصمت مین رہیگی -

یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ مین آتی ہے - اس بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات[1] کو جو حقوق زوجین کے متعلق ہین - اور انمین مباشرت و معاشرت زوجین کے آداب سکہائے ہین جسمانی بتاتے ہین - وہ ان احکام کے اسرار و غایات سے بالکل بیخبر ہین - اور وہ اسبات کو کہ عفت و عصمت و لطافت و نظافت روح کی صفات ہین نہین جانتے ہم ان عیسائیونپر کیا افسوس کرین - اپنی ہی گھر کے عیسائی طرز کے مسلمانون پر کیون غم نہ کہائین جو اسی خیال مین مبتلا ہین - اور ان تعلیمات کو جسمانی سمجھکر اسلام سے خارج کر رہے ہین - اور اسبات کو پرلے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب مذہبی سمجھ رہے ہین فانا للہ وانا الیہ راجعون

جیسے[1] فانکحوا ما طاب لکم من النساء نساء ع ۱
اور نساء[2] کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم بقرہ ع ۲۸
اور فاعتزلوا[3] النساء فی المحیض بقرہ ع ۲۸
اور فالان[4] باشروھن بقرہ ع ۲۳
وامثال[5] ذالک

حاشیہ

[1] جو عورتین تمکو اچھی لگین اُن سے نکاح کرو
[2] عورتین تمہاری کہیتی ہین تم اپنی کہیتی کو جس کیفیت سے چاہو آؤ
[3] حیض مین عورتونکے پاس نہ جاؤ
[4] اب ماہ صیام مین رات کو عورتون سے مباشرت کرو
[5] اور مثل انکے

فائدہ سوم مین یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے جسکا روحانی ہونا معلوم ہو چکا ہے **دوسرا** یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملتزم مطیع سمجہا جاتا ہے - اور اسکے ظاہر حال سے انقیاد و اطاعت امر الٰہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ تو ان فوائد مین روحانی رعائتین ہین **انہین سے** وہ روحانی رعائتین جو ان نقصانون سے فوت ہوتی ہین سمجھ مین آسکتی ہین **پہلے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ مین رعائت کی گئی ہے اور **دوسرے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ مین مرعی ہے - **تیسرے نقصان** مین وہ رعائت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ مین رعائت کی گئی ہے

شاید یہان کوئی **اعتراض** کرے کہ ڈہاری رکہنے کا فائدہ سوم (یعنے زینت کا ہونا) سر کے بالون مین بھی متحقق ہے پہر اسلام مین حلق سر کیون تجویز ہوا - اسکا **جواب** یہ ہے کہ اولاً تو شارع نے حلق سر کو پسند نہین کیا - اور مدۃ العمر مین سواے وقت حج کے احرام کہولنے کے (جسمین اول سے آخر تک ہیئت و لباس و صورت و افعال مین ذلت و مسکنت کا اظہار اس شاہنشاہ کے حضور مین مطلوب ہے) کبہی حلق سر نہین کرایا - اور نہ سواے ایسے شخص کے جس سے سر دہونیکا تعہد نہو سکے اور جُون سے تکلیف پہونچے - (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر طیار کے یتیم ذریات) کسی دوسرے کو حلق کرانیکا حکم دیا -

اور جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے - آپ نے حلق نہین کرایا - بلکہ بالونکو مبالغہ سے کترایا ہے - اور اسمین بھی معذوری و لاچاری کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت مین دراز بالونکے

(271)

عن علی رضی ان رسول اللہ صلعم قال من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم یغسلھا فعل بھا کذا وکذا قال علی ومن ثم عادیت راسی وکان یجز - سنن ابوداؤد ص ۳۱ ج ۱

خشک رہجانے کے خوف سے مینے بالوںکو کٹایا - اور اپنے سر کے ساتھہ دشمنوںکا سا معاملہ کیا - اور جو اسوقت عام مسلمانون مین حلق کا رواج ہے - یہ انکی معذوری

یا پست ہمتی و سستی یا ریاکاری یا کفائت شعاری کے سبب سے ہو ثانیاً اس زینت کا بدلہ عمامہ و کلاہ مقرر کیا گیا ہے جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے - اور اس نقصان کا جبیرہ و کفارہ ہے - اور ایسا کفارہ و جبیرہ ڈاڑھی مین کوئی نہین ہے - پس اسمین آمیز فرق ظاہر ہے -

رجوع بہ متن

ومن طالت شواربہ تعلق لطعام والشراب بھا واجتمع فیھا الاوساخ وھو سنۃ المجوس - وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحفوا اللحی -

اور جسکی مونچھین دراز ہوتی ہین - انمین کھانے اور پینے کی چیزین لگ جاتی ہین - اور وہان میل کا بھی اجتماع ہوتا ہے - اور یہ مجوسیون کا بھی طریق ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + مشرکین (مجوس) کا خلاف کرو - مونچھین کترواؤ - ڈاڑھیان بڑھاؤ -

مترجم کہتا ہے - یہ وہی فوایدو نقصان ہین جو ڈاڑھی رکھنے نہ رکھنے کے بیان مین گزر چکے ہین از انجملہ فائدہ اول ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - **دیکھو** جسکے مونچھون کے بال لبون کو ڈھانکے رہتے ہین وہ اون بالون کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے - جو کچھہ اسکے موہنہ سے نکلتا ہے یا موہنہ مین ڈالا جاتا ہے وہ مونچھون سے لگ جاتا ہے و مع ذلک اسکا موہنہ صاف نہین رہتا -

مونچھون کے بال مونہہ مین رہتی ہین کچھہ نہ کچھ کھایا پیا اسکی مونچھون سے لگا رہتا ہے۔ جو بدون آئینہ رکھنے کے پوچھنے سے بھی پوچھا نہین جاتا۔ اسی نظر سے بعضے ہنود و عیسائی مونچھین ورا نہین رکھتے۔ کسیقدر اختصار ضرور انھین کرتے ہین

وفی المضمضة والاستشاق ازالة المخاط والبخر

اور کلی کرنی اور ناک مین پانی لینے سے ریٹہ وغیرہ رطوبتون کا نکالنا۔ اور مونہہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے یہ فائدہ بھی ہر کسی کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ جو صاحب کہانا کہا کے کلی نہین کرتے اور نہ مسواک استعمال فرماتے ہین انکے پیلے پیلے دانت دور ہی سے ڈراتے ہین اور انکے مونہہ کے پاس مونہہ کرو تو اوسان جاتے ہین۔ انبیاء علیہم السلام کا ہمپر بڑا احسان ہے جنہون نے ہمکو ان تکالیف روحانی سے بچایا۔ اور لطافتون کا دستور سکھایا

والغرلة عضو زائد يجتمع فيها الوسخ وينتن الاستبراء من البول وينقص لذة الجماع

ختنہ کی جگہہ ایک زایدہ چمڑا جسمین میل جمع ہوتا ہے اور وہ بول وغیرہ آلائشون سے صفائی کا بھی مانع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی عطیہ ہے اور اسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

مترجم کہتا ہے ان فوایدکی حقیقت وحقیقت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہین جو بڑی عمر مین مسلمان ہوکر ختنہ کراتے ہین۔ اور پہلی حالت کے نقصانون کو دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہین۔ یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگون کو انواع امراض و تکالیف مین مبتلا دیکھتے ہین۔ اور انکے علاج مین ڈاکٹرون سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہین۔

وفی التوراة ان الختان ميسم الله على ابراهيم وذريته معناه ان الملوك جرت عاداتهم

توریت مین ذکر ہے کہ ختنہ خدا کیطرف سے حضرت ابراہیمؑ اور انکی اتباع پر ایک نشان اور داغ ہے

(272)

بان یسموا ما یخصهم من الدواب لتتمیز من غیرها والعبید الذین لا یریدون اعتاقهم فکذلک جعل الختان میسما علیهم - وسائر الشعار یمکن ان یدخلها تغیر و تدلیس - والختان لا یتطرق الیه تغییر الا بجهد

اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہونکی عادت ہے کہ جو جانور (گھوڑا یا بیل) انکے خاص کار آمدنی ہوتے ہین یا وہ غلام جنکو وہ آزاد کرنا نہین چاہتے - انکے بدن پر وہ کوئے نشان لگا دیتے ہین (جیسے اسوقت فوجے گھوڑون اور بیلون پر نمبر لگائے جاتے ہین) اسیطرح اس شاہنشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ بمنزلہ داغ ہے - جو انکی اطاعت و انقیاد روحانے خصال کی ظاہر نشانی ہے - اور نشانیون مین تغییر و تبدیل بھی ممکن ہے - ختنہ وہ نشانی ہے جو بدلانے سے بھی بدلی نہین جاتی

مترجم کہتا ہے مجھے اسوقت کے مہذب اقوام یوروپ سے تعجب آتا ہے کہ انہون نے اس فائدہ مند رسم کو (جسکا فائدہ مند ہونا اصول ڈاکٹری سے بھی ثابت ہے اور توریت مقدس مین بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید کے کلیسا ۵ سکرمنٹ امین بصفحہ ۲۹۰ ثابت کیا ہے اور اسمین ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول ہے نیز پائی جاتی ہے) یک لخت چھوڑ رکھا ہے - پھر انکا حال دیکھکر مجھے اپنے مسلمان بھائیون سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہین) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی بتقلید یوروپ اس سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ سے خارج کرکے دنیاوی امر بتا دینگے - اور بدستاویز انتم اعلم بامور دنیاکم اسکے موقوفی کے وجوہات بہم پہنچا دینگے - فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین خدا ہی اس دین کا محافظ ہے اور وہی اسپر بڑا رحم کرنے والہ -

اور جناب ممدوح نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۳۷۲ مین **لباس و زینت** کے احکام مین فرمایا ہے

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر
الی عادات العجم وتعمقاتہم فی الاطمینان بلذات
الدنیا فحرم رؤسہا واصولہا۔ وکرہ
ما دون ذلک۔ لانہ علم ان ذلک مفضی
الی نسیان الآخرۃ مستلزم للاکثار
من طلب الدنیا۔ فمن تلک الرؤس
اللباس الفاخر۔ فان ذلک اکبر ہمہم
واعظم فخرہم والبحث عنہ من وجوہ
منہا الاسبال فی القمص والسراویلات
فانہ لا یقصد بذلک الستر والتجمل
اللذین ہما المقصودان فی اللباس۔
وانما یقصد بذلک الفخر واراءۃ
الغنی ونحو ذلک والتجمل لیس کذلک فی
القمیص الذی یساوی البدن قال
صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ یوم
القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا۔ وقال
صلعم ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ
لا حناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین
وما اسفل ففی النار

تو جان لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب
عادات اور انکی لذات میں مطمئن ہو بیٹھنے کے
استغراق کو دیکھا تو سخت اصول کو حرام کر دیا
اور جو اسسے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھہرایا۔ اسکا
سر یہی تھا کہ آنحضرت صلعم نے جانا کہ اس استغراق
کا انجام آخرت کو بھول جانا ہے۔ اور دنیا کی
طلب بکثرت کرنا۔ پس منجملہ ان اصول کے استغراق
لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انکی بڑی توجہ
تھی۔ اور وہ انکا بڑا باعث فخر۔ اس لباس
فاخر کی کئی صورتیں ہیں ان میں سے **پائجامہ** یا جامہ
اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ
دراز رکھنا۔ اور گھسٹتے ہوئے چلنا۔ اس
فعل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ
زینت۔ بلکہ فخر اور دولت کی نمائش۔ اسلئے
کہ زینت (یا پردہ پوشی) تو اتنی مقدار
میں حاصل ہو جاتی ہے۔ جو بدن کے برابر
ہے۔ اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر
گھسٹتی ہوئے چلنا بجز ارادہ فخر و نمایش
کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اسی نظر سے آنحضرت
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نگاہ نہیں کرتا جو فخراً ازار گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔ اور
ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف پنڈلی تک ازار کافی ہے۔ اور جو اس سے نیچے اونچی اور

(۲۷۳)

ٹخنے سے اونچی رکھی سپر بھی گناہ نہین ہے

مترجم کہتا ہے جناب شاہصاحب نے نیچے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا جسطرح بیان کیا ہے کہ ان دونو مین تلازم ثابت کر دیا - اور اس فعل کو ملزوم فخر - اور فخر کو اسکا لازم بنا دیا اور یہ قاعدہ بنا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت متصور ہے نہ ستر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ عجم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا - وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے - اسکا مقصود بجز فخر و نمایش اور کچھ نہوگا - اور اس بات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہین - دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی آستینین دو دو بالشت کف دست سے نیچے رکھتے ہین - اور بیس تیس گز کی شلوار پہنتے ہین جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہین - انکا مقصود بجز فخر و نمایش کچھ نہین ہوتا اور جن صاحبونکی پتلونین پاؤن پر گری رہتی ہین بلکہ بوٹ کے ایڑیون کے نیچے دب کر کٹ جاتی ہین - اور جو عورتین گز ان اتنا دراز پہنتی ہین جو مٹی مین گھسیٹا جاتا ہے - اور خاک مین خراب ہوتا ہے - اور جو دہلی و لکھنؤ کی عورتین بڑے بڑے کلیون کے پاجامے پہنتی ہین - انکا مقصود بھی بجز نمائش کچھ زینت یا ستر نہین ہوتا - ستر اسلئے نہین کہ وہ محل ستر سے زاید ہوتا ہے - اسی زیادتی و نامساواتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہین رہتا - بلکہ بدنما معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے بُرا جانتے ہین اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہین گو یہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہین سکتے -

ہان اسمین شک و انکار نہین کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتکب اس فعل کا ارتکاب قصد و تحری سے نہین کرتے - اور نہ فخر و نمایش کا وہ ارادہ رکھتے ہین بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہین یا کوئی پابندی نہین رکھتے - جیسا اگر اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہین - انکی نسبت ہم غرور و فخر کو تجویز نہین

کرتے - اور نہ انکے دراز کپڑے ہین وہ علت تحریم قائم کرسکتے ہین - ولیکن مع ذلک سیاست ملیہ (شرعی سیاست) کا حکم انکے ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم وممانعت پاتے ہین - اور ان متواضعین متکبرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہین اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ انکی لباس مین وہ علت تحریم (یعنی فخر ونمایش) پائی جاتی ہے بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہین - جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہین ہے بلکہ منجملہ انکے بعض وجوہات اس علت کے اسباب وذرائع سے ہین - ازانجملہ یہ کہ ان متواضعین کو متمیز کی ہئیت ولباس سے (جو ظاہر الاطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احتراز لازم ہے - اور اپنے بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب - اور ازانجملہ یہ کہ انکے متکبرانہ لباس اختیار کرنے سے (گو تکبر کی نیت سے نہو) متکبرین کو بھی بہانہ عدم تکبر سے تکبر وتفاخر کی گنجائش باقی رہتی ہے - وازانجملہ یہ کہ انکے لباس کی ترویج سے غرض شارع جو اس حکم سے مطلوب ہے (یعنے بیخ کنی تفاخر) حاصل نہین ہوتی - وازانجملہ یہ کہ بدون ممانعت کلی اس حکم کی غطت وسیاست لوگونکے دلونپر نہین جمتی اسلئے کہ فروعات (یعنے لباس فاخر کے مفاسد) کا ازالہ بدون قلع وقمع اصل (یعنے لباس فاخر) کے ممکن نہین - ان وجوہات کی نظر سے مسکین ومتواضعین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گو اسمین وہ علت (تفاخر) پائی نہین جاتی -

اور یہ جو شارع مؤسس قانون شریعت اور کسیکا یہ منصب نہین ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنے کردے - اور جہان اس حکم کی علت بسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو نہ پاوے وہان سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہو اٹھادے

یہ منصب ہے تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر ونفع حال ومآل کو پہچانتا ہے - اور اسکی تخصیص ومستثنے کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد اور محلون سے نہین اٹھ جاتا اور سوائے ان محلونکے

جسکو شارع نے مستثنے کیا - کسی اور محل کے مستثنے ہونیکا اندیشہ نہین رہتا - و بنا علیہ اس حکم کی حکمت و سیاست کا ازالہ نہین ہوتا - اور نہ غرض و مقصود حکم اور اسکے فوت ہونیکا دوسرے کے تصرف سے ڈر تھا) یہان فوت ہوتا ہے - جس محل یا فرد کو شارع متقن قانون شریعت نے مستثنے کیا وہ مستثنے رہیگا - اسکے سوائے در محلون اور فردون مین حکم شارع اسے عظمت و سیاست و شان و شوکت سے قائم رہیگا -

اسکی مثال آنحضرت کا تہمند سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابوبکر صدیق کو مستثنے کرنا ہے - اور نور نبوت کے ذریعہ سے انکا سینہ فخر و تکبر سے خالی دیکھکر ازار کے نیچے ہو جانے مین (جو انکی فربہی جسم کے سبب تھا) معذور رکھنا

دوسری مثال خزیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ کم سے کم دو ہون) مستثنے کرنا - اور اکیلے خزیمہ کی شہادت کو قبول فرمانا -

تیسری مثال عقبہ بن عامر اور ابو بردہ بن نیار کے یکسالہ گوسفند کی قربانی کو اس حکم قربانی سے کہ بجری ہو نو کم سے کم سنہ (یعنے دو سال کی) ہو مستثنے کرنا - اور انکو یکسالہ گوسفند قربانی کرنیکی اجازت دینا و قس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اورون کو ملجاوے - اور انکو تخصیص اور مستثنے کرنیکا حق حاصل ہو تو احکام شریعت (جنمین چند احکام جنکی علت معلوم نہین) سب کے سب درہم برہم ہو جاوین جسکا جی چاہے وہ عمومات احکام مین تخصیص لگا دی - اور اس بہانہ سے کہ یہان اس حکم کی علت نہین پائی جاتی جس محل کو جاہے حکم عام سے مستثنے کر دے اس طریق سے

---

† ہمارے ہی مین حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی فخر سے کپڑا گھسٹتا ہوا چلیگا - خدا قیامت کے دن اسکی طرف نظر نہ کریگا تو حضرت ابوبکر بولے - یا رسول اللہ میری ازار تنکی رہتی ہے سوائے اسکے کہ مین کوشش و دھیان مین رکھون سنبھالی نہین جاتی - آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء - یعنے تو تکبر و فخر سے نہین لٹکاتا - **حاشیہ الحاشیہ**

شراب - زنا - نکاح - محارم (مان بہن) جمع بین الاخوات (یعنے ایک کے نکاح مین دو بہن ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کردے

شراب کے حلال بنا دینیکی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے - چنانچہ نص شارع مین اس علت پر تصریح ہے - اب اگر کوئی یہ حیلہ کرے کہ جہان یہ علت نہ پائی جاوے وہان سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دین - تو تھوڑی شراب جو نشہ ندہی فقط صحت و تقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز و جاری ہو جاوے - چنانچہ جنہون نے یہ سمجھا - تھوڑی شراب کو جائز کر لیا - اور نوش فرمایا - جنکا ذکر رسالہ نمبر ۵ صفحہ ۱۳۱ مین گذر چکا ہے - اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہین) انہر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے - اور بہت اس دھوکہ سے کہ یہ شراب (جو ہم پیتا چاہتے ہین) تھوڑی ہے نشہ ندگی بہت پینے لگین - آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کالعدم ہو جاوے - اسیطرح زنا و نکاح محارم و جمع اخوات کے حلال ہو جانیکے گنجائش اسطریق پر سمجھنی چاہیئے - ایسے ہی جناب شاہ صاحب نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان فرمائے ہین جو بضمن حاشیہ سوم اس حاشیہ کے بعد قلم مین آتی ہے

اس منصب تخصیص و استثنا کو غیرون کے لئے تجویز کرنے مین یہی مفاسد و ضرر دیکھکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ منصوصہ مین تصرف و تغیر کو دخل نہین دیا - اور کئی احکام کو باوجود اُٹھ جانے انکی علتون اور سببون کے نہین اُٹھایا - اسکی مثالین بہت ہین پر اس مقام مین دو مثالین ذکر کیجاتی ہین -

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنے طواف مین پہلوانون کیطرح اکڑکر اور زور دکھا کر چلنا جس سے مشرکین کا یہ قول (کہ مسلمان مدینہ کے بخار کے مارے آئے ہین) رد کرنا - اور اسلام

عن ابن عباس قال قدم رسول الله واصحابه فقال المشركون انه يقدم عليكم وقد وهنتم حمى يثرب فامرهم صلعم	

ان یرملوا الثلاثہ - رواہ البخاری فی باب کیف بدء الرمل وزاد مسلم لیری المشرکین جلدھم - فقال المشرکون ھؤلاء الذین زعم ان الحمی وھنتھم - ھؤلاء اجلد من کذا وکذا

کو انکی تحقیر سے بچانا مقصود تھا - اور یہی امر چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بتصریح آچکا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے - اسکی مشروعیت کا سبب و علت تھا - پھر باوجودیکہ اس علت کا وجود (اسدن سے کو بکثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین آیا اور مشرکین کو خدا نے ہلاک کردیا) اُٹھ گیا یہ حکم اسلام سے اُٹھا یا نہین گیا - اور کسی نے زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک (اس خیال سے کہ اس حکم کی علت اُٹھ چکی ہے - اسکو بھی اُٹھانا چاہئے) رمل کو ترک نہین کیا -

قال عمر ما لنا وللرمل - وانما کنا راٰینا بہ المشرکین وقد اھلکھم اللہ ثم قال شئی صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا نحب ان نترکہ - رواہ البخاری وابو داود ومع ذلک لاندع شیئا کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ صلعم قال العینی یعنی انبا عالہ - وقال القسطلانی لعدم اطلاعنا علی حکمتہ وقصور عقلنا عن ادراک کنھہ - وقد یکون فعلہ باعثا علی تذکیر نعمۃ اللہ علی اعزاز الاسلام واھلہ - وقال مولینا فی حجۃ اللہ ص ۳۳۱ ثم خشی ان یکون لہ سبب آخر -

حضرت عمر فاروق کو ایکدفعہ خیال آیا تھا کہ اب ہمکو رمل کی کیا حاجت ہو - یہ فعل مشرکین کے دکھانیکو تھا سو ہلاک ہوچکے ہین - آخر یہ سوچا کہ اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اُٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے اُٹھ جانے سے اُٹھائے جاوینگے - اور یہ بھی خیال کیا کہ شائد اس حکم کی علت کوئی اور بھی ہو - جسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے اور ہم نہین جانتے - پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہو (یعنے باوجودیکہ مشرکین کہ ہلاک ہوچکے تھے پھر آپنے حجۃ الوداع مین بھی رمل کو ترک نہین کیا - چنانچہ صحیحین وغیرہ مین مصرح ہے) لہذا

ہم اسکا ترک کرنا پسند نہین کرتے

تذکرۃ لطیفہ و نصیحہ شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہ شوال ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان **الدین یسر** مندرج ہے اسمین ہمارے بیان کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے طواف مین رمل کرنے سے منع کیا۔ اور اسبات کا حجۃ اللہ البالغہ مین موجود ہونا بتایا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمر فعل رمل کو دینی امر نہین جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح سے خیال کرتے تھے

ولیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط و بے اصل و خلاف واقعہ ہے۔ حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا نہ حجۃ اللہ البالغہ مین مذکور ہے جسکا حوالہ آپنے دیا ہے۔ نہ کسی اور کتاب حدیث مین دیکھا جاتا ہے۔ اور جو حضرت عمر سے مروی ہے سو اسیقدر ہی جو ہمنے بیان کیا ہے۔ کہ پہلے انہون نے اسکو غیر ضروری سمجھا۔ آخر یہ سوچکر کہ یہ آنحضرت کا فعل ہے۔ اسکا سر کوئی اور بھی ہوگا۔ یا یہ خیال کہ اس حکم کو برفع علت اٹھا دینے سے جملہ احکام کا ارتفاع لازم آئیگا۔ اسکا ترک کرنا پسند نفرمایا۔ اور یہ بھی حجۃ اللہ البالغہ کا مضمون ہے۔ چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ ثم خشی ان یکون لہ سبب آخر عنقریب منقول ہوا۔ جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ترک کرنیکا ارادہ کیا پھر یہ سوچکر کہ شائد اس رمل کا سبب سوائے تغلیط خیال مشرکین کے کوئی اور بھی ہو وہ قول فرمایا۔ اپکی ترک رمل کو پسند نفرمانے پر صاف ناطق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قدیمی دوست ہین) ہم امید رکھتے ہین کہ اگر انہون نے حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب مین دیکھا ہے تو اُس سے مجکو آگاہ کرین۔ اور اگر کہین یہ ذکر نپاوین تو بنظر حق پرستی و بخیال ہماری حق دوستی کے ہماری یہ نصیحت قبول کرین کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار مین اصلاح فرماوین۔ اور اسبات کے معترف ہو جاوین کہ حضرت عمر نے رمل کو ایسا دینی اور

باقی آیندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وکتبه ورسله لا نفرق بین احد
من رسله - بقره ع ۴۰

پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین ہم کسی مین
تفرقہ نہین ڈالتے -

یا ایها الذین امنوا امنوا بالله ورسوله
والکتب الذی انزل علی رسوله والکتب الذی
انزل من قبل ومن یکفر بالله وملائکته
وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا
مبینا نساء ع ۲۰

سورہ نساء مین ہے لوگو جو ایمان کا دعوی
رکھتی ہو اللہ اور اُسکے رسول اور اُسکے کتاب
کو جو اب اور اس سے پہلے اتاری ہی مانو اور
جو خدا اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون
سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور بہولا ہی

ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون
ان یفرقوا بین الله ورسله ویقولون
نومن ببعض الکتاب ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک
هم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین
عذابا مهینا نساء ع ۲۱

اُسی سورہ مین ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسولونکے
ساتھ کفر کرتے ہین (اسطرح کہ) اللہ اور اسکے
رسولون مین تفرقہ ڈالتے ہین (یعنے خدا کو
مانتے ہین اور رسولونکو نہین یا یہ کہ کسی
رسول کو مانتے ہین کسیکو نہین مانتے) اور
وہ بیچ کی راہ کہ خدا کو مانا اور رسول کو نمانا نکالنا چاہتے ہین وہ
ٹھیک ٹھیک کافر ہین اور خدا نے کافرون کی
لئے خواریکا عذاب تیار کر رکھا ہے -

(آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات واحکام ووعید شدید جہنم بر مخالفت نبی کہ از لوازم کفرست بلا کلام)

فلا وربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینهم نساء ع ۹

تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جبتک تیرا
حکم نمانین گے مسلمان نہونیگے (پوری
آیۃ مع ترجمہ کے نمبر ۸ صفحہ ۲۴۵ گذری)

من لم یحکم بما انزل الیه فاولئک
هم الکافرون - مائده ع ۷

جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ یا حکم
نہ کرے وہ کافر ہے -

(یہہ اتہ یہودیون کی حقمین اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور موسی رسول کو برحق جاننے پر رجم وغیرہ احکام توراۃ سے منکر ہو بیٹھے تہے - چنانچہ شان نزول ایۃ اسپر شاہد ہی جو صحیح مسلم ص۷۰ جلد ۲ اور تفاسیر مین مذکور ہے)

ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیہم نارا کلما نضجت جلودھم بدلناہم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب نساء ۱۸

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا نساء ۱۷

جو لوگ ہماری آیات سی کفر کرتے ہین اونکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے جب انکی کہالین جل جاوینگی تو اونکی کہالین ہم بدل ڈالینگی تاکہ وہ عذاب چہکتے رہین ✣

اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کی رسول کی مخالفت کرے اور مومنون کی راہ کو چہوڑکر اور رستہ چلی اسکو ہم جدہر وہ چاہتا ہے پہیرینگے اور دوزخمین داخل کرین گے اور وہ بازگشت نہایت بری ہے ✣

جب یہہ آیات صریحہ ونصوص قطعیہ تصدیق نبی ص وکتب واحکام کو جزء ایمان بناتی ہین اور منکر ومخالف نبی ص کو کافر بتاتے ہین تو وہ دو آئتین اور ایک حدیث متمسکہ جناب مخاطب جنمین توحید پر وعدہ نجات ہی عموم پر کب محمول ہو سکتے ہین اور بجز موحدین کے (جو باوجود توحید کے انبیا وکتب الہامی کو بہی مانتے ہین) اور موحدین منکرین انبیا کو کب شامل ہو سکتے ہین - وہ آئتین اور حدیث تو انہی لوگون کی نسبت ہین جو کفر چہوڑکر تابع نبی ہوئی انکو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پہر اگر تمسی کوئی گناہ سوائی شرک ہوگا تو وہ خدا چاہے گا تو بخش دیگا - اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے بہی عمل مین لاؤگے تو بخشا نہ جائیگا - ان آیات وحدیث مین کافرون ومنکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے - آپکے سوائی زمانہ نبوت سی لیکر آجتک کسے مسلمان سے یہہ جرئت نہین ہوئی - اور نہ کسی آیۃ وحدیث مین یہہ عمومیت وشمولیت پائی جاتی ہے -

آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی موید آحادیث بہی بہت ہین جو باتفاق مسلمانون کی صحیح ہین ولیکن اسمقام مین انکی نقل اسلئے فروگذشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان آحادیث کی معنعن ہونے یا کسے اور بہانہ سے انکی صحت کو نہ مانین اور اصلی اصول سی انکو خارج کر ڈالین -

اب اگر کوئی ہمسی سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول واعتقاد پر آپکے اسلام کا کیا حال ہے اور انکی

نسبت اب بھی تمہارا وہی اعتقاد و خیال ہے جو تمنے نمبر ۵ صفحہ ۱۴۴ اور نمبر ۱ صفحہ ۲۹۳ مین ظاہر کیا ہے؟ یا اب اسمین کچھ فرق آگیا ہے؟ تو جواب اسکا یہہ ہے کہ اب میرے اس خیال مین فرق آگیا ہے اور جناب کی اس قول نے جسمین آپنے ضروریات و قطعیات دین کا انکار کیا ہے اور کفر کو اسلام بنا دیا مجھے آپکی نسبت شک و تردد مین ڈال دیا ہے اب مین آپکے اسلام کا مدعی نہین بن سکتا۔ اور بیہ کوئی دلیل قایم نہین کر سکتا۔ اور لوگونکو آپکی تکفیر سے روک نہین سکتا۔ اور آپکے خلاؤن کو اجتہاد نہین بنا سکتا۔ امور مستلزمہ کفر مین اجتہادی خطا اس شخص کی خطا ہے جو کفر کو کفر جانے پہر از راہ خطا اسمین جا پڑے و سمع ذالک وہ محل جسمین اسنے خطا کی ہو شبہہ و اجتہاد کا محل بھی ہو۔ اور جو شخص کفر کو کفر نہین جانتا اور قطعیات و ضروریات دین سے جہان تاویل و اجتہاد کا مساغ نہین انکار کرتا ہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا توجیہہ القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے جس کو دہینگا دہینگے کہا جاتا ہے۔ مین اس امر کی تفصیل ہر کسی موقع پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے ناظرین کو اپنی تہلل خیال پر اور جو جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہوا ہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے سے) آگاہ کرتا ہون۔ اور اسپر بھی جناب ممدوح سے بہہ امید رکھتا ہون کہ میرے اس شک و تردد پر جسکو میرا دل پسند نہین کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہو آپ مجھسے ناراض نہونگے۔ اور یہہ خیال فرمائینگے کہ جس حالت مین دہریہ کا دلیل نہ ملنے کے سبب وجود باری کا اقراری نہ ہونا آپکی آشفتگی خاطر کا موجب نہین ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنی کے سبب اسکا مدعی نہونا کیون موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا

رفع اشتباہ

اشاعۃ السنہ نمبر ۹ مین صفحہ ۲۷۰ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اسنے قتل سفارت کی متعلق ہوئی ایک مضمون درج ہے اسکے تائید مین ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ بعینہ درج ذیل ہے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوی کرتا تہا اور آنحضرت کا سخت دشمن تہا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے بہی جواب دیا کہ قاصد دونکو مارنا ہمارا طریق نہین

ورنہ تم بچہ کر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے +

اسمین ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑہ گیا اور اسنے اسکا مطلب یہہ سمجہا ہے کہ "محض وکیل اور سفیر ہی بچکر جاسکتا ہے اور کوئی بچکر نہین جاسکتا" مگر یہہ شبہ اس شفیق کی کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم بچکر نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچکر نہین جاسکتا) مین زمین و آسمان کا فرق ہے - اور صیغہ خاص مخاطب سے عام معنے مراد لینا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہین ہے +

ہان اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اگر سفیر نہوتے تو ہرگز نہ بچتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے ولیکن اسکی وجہ یہہ نہین ہے کہ وہ کافر تہے اور عموماً کافرون کا مار دینا آنحضرت کا طریق تہا بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ آنحضرت کی دشمنونکی جماعت کی لوگ تہے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہونچایا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعوی رکہتے رہتے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہوتے تو تم (اس دشمنی و ایذا رسانی کے سبب) بچکر نجاتے - یہہ بات ہمنے اب نہین بنالی - اور یہہ تاویلی شان نزول نہین بلکہ اسی عبارت مین یہہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تہا) پہلے سی موجود ہے اور اسکے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و تواریخ مین پائی جاتی ہے +

اور دشمنون اور باغیون اور ایذا رسانون کو مارنا کسے قوم کے نزدیک مہذب ہون خواہ غیر مہذب بُرا نہین ہے - اور تعصبات مذہبی و ظلم مین داخل نہین فرض کرو کہ ایک شخص پریٹس گورنمنٹ کا باغی و سرکش ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کی قابو مین آوی تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچکر جاسکتا ہے؛ دور کیون جاؤ - کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہون نے گورنمنٹ کی سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت مین سر اوٹہایا اونہون نے اپنا کیا کیا پایا - اور انکو ہم مسلمانون ہی نے بُرا کہا اور اپنی تحریرونمین انکا مجرم ہونا شائع کیا +

پس اگر ایسا ارادہ آنحضرت سی پایا گیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا +

عذر

اس دفعہ بہی کاپی نویس قدیم نے تغافل کیا ۱۷ - نومبر کا مضمون لیا ہو ۱۷ - دسمبر تک تمام نکیا آخر دوسرے

شخص سی پورا کرایا ناظرین اس دیر مین ہمکو معذور سمجہین +

ھدایات

(۱) بعضے صاحب بعوض قیمت رسالہ کورٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کی ٹکٹ بہیجتی ہین اونکی فروخت کرنے مین ہم زیادہ نقصان اوٹہاتے ہین آئندہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بہیجین انکی ساتہہ بہی فی روپیہ آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو۔

(۲) بعضی صاحب ریاست غیر سے میعادی ہنڈیان بہیجتے ہین اونپر یہانکے مہاجن دو آنہ کی کورٹ فیس لگاتے ہین اسمین بہی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈی بہیجین درشنی ہو۔ ورنہ خسارہ فرستندہ سے لیا جاویگا +

(۳) بعضی صاحب پوست کارڈ (یعنے پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکہتے ہین تو اوسکی جانب نشان مکتوب الیہ مین اپنا نام و نشان لکہدیتے ہین یہہ امر خلاف قانون ڈاکخانہ ہے اسلئے وہ خط بیرنگ ہوجاتا ہے اور ہمکو محصول دینا پڑتا ہے۔ آئندہ جانب نشان مین بجز نام و نشان مکتوب الیہ کچہہ نہ لکہین ورنہ اونکا خط واپس ہوگا +

(۴) بعضی صاحبان ہمکو ایسے امور (جنکو نہ ہمسے خصوصیت ہی نہ ہمارے رسالہ سی) کی فرمائشین لکہتے ہین اونکی تعمیل و جواب سے عدم فرصتے کی سبب معذور ہین ہمکو وہ بات لکہین جو ہمسے خصوصیت رکہتے

اعلام

بعضے صاحبان نہ خود چندہ بہیجتے ہین نہ ہماری منشی یا کسے اور دوست کی خطوط تقاضا کے جواب لکہتی ہین نہ ہماری مجمل شکایتونکی طرف توجہ کرتے ہین اونکی نام مینے اس مہینہ مین خاص اپنی رقعات جاری کئی ہین اگر اونہون نے میرے رقعات کا بہی جواب نہ دیا اور نہ چندہ ارسال فرمایا تو دسمبر کے پرچہ مین اونکی فہرست آسامی و ارشاد کرونگا پہر اسکو شکایت نہ سمجہین اور بہتر یہی ہی کہ قبل اشاعت اوس فہرست کی اپنی باقیات کی صفائی کرین۔ مواضع سکونت اونصاحبونکی یہہ ہین ملتان[۱] امرتسر[۲] دیوبند[۳] کہتولی[۴] ضلع مظفر نگر کپڑی[۵] ضلع مظفر نگر کاہٹگڈہ[۶] ضلع ہوشیارپور سوہاگپور[۷] ضلع ہوشنگ آباد اری[۸] ضلع سیونی علیگڈہ[۹] دہاکہ[۱۰] مئو[۱۱] ضلع اعظم گڈہ راوت پور[۱۲] ضلع کانپور۔

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری